ڈیوک یونیورسٹی میں مذاہب کے استاد، ایرک میرز، جو یہودی پس منظر رکھتے ہیں، کا خیال ہے کہ "مسیحیت اور یہودیوں، نیز مسیحیت اور اسلامی دُنیا کے درمیان مصالحت ایک قابل تعریف اور بُلند مقصد ہے۔" اُن کے بقول "مسلمانوں اور یہودیوں کو جوش و جذبہ کے ساتھ مسیحیت کا حقیقی پیغام یعنی صلح صفائی، عفوو درگزر اور بے لوث محبت پیش کرتے ہوئے "سفرِ ہم آہنگی" کے شرکاء کی نظروں سے خدا تعالیٰ کے اُس عالمی تصور کی اہمیت اوجھل نہ ہوگی جو لوقا (۱۸:۴-۱۹) میں کنایتہً بیان کیا گیا ہے اور یہ تصور عہد نامہ عتیق کی معادیات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

جارج واشنگٹن یونیورسٹی کے استاد اسلامیات سیّد حسین نصر کہتے ہیں کہ "سیکولرازم اور مذہب مخالف قوتوں کے بالمقابل جو آج کل ازحد اثر و رسوخ کی مالک ہیں، مسلمانوں اور مسیحیوں کو قریب لانے اور باہم متحد کرنے کی کسی بھی کوشش (چاہے وہ دونوں میں سے کوئی فریق بھی کرے) کی عالمِ اسلام اور دُنیائے مسیحیت کی جانب سے تائید کی جانا چاہیے۔"

--- "سفرِ ہم آہنگی" کے شرکاء کا ہدف یہ ہے کہ جولائی ۱۹۹۹ء میں اُس وقت یروشلم پہنچیں جب شہر مقدس پر صلیبی حملے کو نوسو سال پورے ہوں گے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ: مسلم تنظیمیں مفاہمت کو فروغ دے رہی ہیں۔

امریکہ میں اس وقت ایک ہزار سے زیادہ مساجد ہیں۔ ان میں تین چوتھائی سے زیادہ مسجدیں ۱۹۸۰ء کے بعد تعمیر کی گئی ہیں۔ ملک میں مسلمانوں کی تعداد اندازاً ۵۰ سے ۶۰ لاکھ ہے۔ مسلمان بلحاظ آبادی امریکہ کی دوسری بڑی مذہبی جمعیت ہیں۔ ان میں پیدائشی مسلمانوں کے علاوہ تارکینِ وطن اور تبدیلی مذہب کے ذریعے مشرف بہ اسلام ہونے والے دونوں شامل ہیں۔ اسلام امریکہ میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا دین ہے۔ بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے ملک کے طول و عرض میں واقع شہروں اور قصبوں میں مسلمانوں کی حیثیت و اہمیت بڑھتی جارہی ہے۔

بیشتر امریکی اب بھی مسلمانوں کے عقائد و ثقافت، اور اس بارے میں کم واقفیت رکھتے ہیں کہ اپنے پیروکاروں کے طرز حیات، تشخص، اقدار اور اخلاقیات پر اسلام کیا اثرات مرتّب کرتا ہے؟ اس لیے بہت سے مسلمان اپنے غیر مسلم امریکی احباب، اساتذہ اور آجروں کو اپنی خوراک، لباس اور دیگر مذہبی فرائض کے بارے میں اسلامی احکامات سے آگاہ کرتے ہیں۔

امریکہ میں بین المذہبی تنظیموں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے جن کی وجہ سے غیر مسلم امریکی اس حقیقت سے آشنا ہورہے ہیں کہ مذہبی رواداری اور مفاہمت کتنی بڑی نعمت ہے۔ بعض اوقات جب

راسخ العقیدہ مسلمانوں اور غیر مسلم افراد کو ایک دوسرے کے قریب آنے اور ایک دوسرے کے مسائل و نظریات کو سمجھنے کا موقع ملا تو غلط تصورات اور تعصّبات ختم ہوئے، نظریات میں تبدیلی آئی اور آپس میں نئے تعلقات استوار ہوئے۔

مفاہمت بڑھانے میں بعض افراد مثلاً خاتونِ اوّل ہلیری کلنٹن نے اہم کردار ادا کیا ہے جنھوں نے مسلمان امریکیوں کے ساتھ مل کر اسلامی تہواروں اور ثقافتی تقریبات میں حصہ لیا۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات بڑھانے میں سرگرم کردار ادا کرنے والوں میں کیتھولک بشپ صاحبان کی قومی کانفرنس کے سابق صدر ولیم کارڈینل-ایچ-کیلر سرفہرست ہیں۔

بین المذہبی اجتماعات کا اہتمام کرنے کے سلسلے میں امریکی کالج پیش پیش ہیں۔ اس قسم کی ایک تنظیم ـــ "مسلم - مسیحی مفاہمت مرکز" واشنگٹن (ڈی - سی) کی جارج ٹاؤن یونیورسٹی کیمپس میں واقع ہے۔

اس مرکز کے ڈائریکٹر اور جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں مذہبی اور بین الاقوامی امور کے پروفیسر جان - ایل - ایسپوسیٹو مسلم - مسیحی مفاہمت کے دیرینہ اور پرجوش علمبردار ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے درمیان اختلاف رائے بھی ہے اور اتفاق رائے بھی، اور مفاہمت کے لیے مذہب بدلنے کی نہیں، بلکہ علم اور دوسروں کے احترام کے جذبے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے الفاظ میں اس مرکز کا مقصد یہ ہے کہ واشنگٹن (ڈی - سی) کے علاقے اور باہر کے لوگ یہاں مل بیٹھ کر باہم بحث اور تبادلہ خیالات کے ذریعے اختلافی نکات کے علاوہ ایسے نکات بھی معلوم کر سکتے ہیں جن پر اتفاق رائے ہے۔

"مسلم - مسیحی مفاہمت مرکز" ۱۹۹۳ء میں قائم کیا گیا تھا۔ مرکز میں سیمینار اور جلسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ان میں شرکت کے لیے مسلمان اور مسیحی نمائندوں کے علاوہ دیگر مذہبی گروپوں کے ارکان کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ مرکز کے پروگرام میں انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ سطح پر تعلیم اور تحقیق کی سہولتوں کے علاوہ عوامی امور کی سرگرمیوں کی سہولتوں کا بھی انتظام ہے۔

امریکہ میں اسلامی مراکز ملک بھر کے مختلف شہروں میں موجود ہیں جن میں نیش ویل، ٹینیسی، ریلے، نارتھ کیرولائنا، کولمبس، جارجیا، مسیپی، ٹمپا، فلوریڈا اور واشنگٹن (ڈی-سی) شامل ہیں۔ ان مراکز کے منتظمین ان شہروں میں مسلمانوں کی کاروباری اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ مقامی اسلامی مراکز اور مساجد میں ہفتہ وار تدریس، عربی زبان کی تعلیم، اسلام کے بارے میں ابتدائی معلوماتی کورسز اور لیکچرز کے علاوہ سماجی تقریبات کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے جن میں شرکت کی دعوت عام ہوتی ہے۔

جن علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی کم ہے، وہاں ان اداروں میں نماز جمعہ کے علاوہ روزانہ کم از کم ایک نماز کی باجماعت ادائیگی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عموماً یہ ادارے واحد جگہ ہیں جہاں سے مسلمان اور دیگر خواہشمند افراد قرآن پاک کے نسخوں کے علاوہ اسلام کے بارے میں فلمیں، لٹریچر، آڈیو اور وڈیو

ٹیپ حاصل کر سکتے ہیں۔

امریکی مسلمانوں نے کئی تنظیمیں قائم کی ہیں جو نوواردوں اور امریکہ میں عرصۂ دراز سے مقیم سب مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتی ہیں۔ یہ تنظیمیں ملک بھر میں جانی پہچانی ہیں۔ "دی امریکن مسلم کونسل" بلامنافع کام کرنے والی سماجی سیاسی تنظیم ہے۔ یہ کونسل جو ۱۹۹۰ء میں قائم کی گئی تھی۔ اس کی قومی قیادت میں امریکہ کے طول و عرض میں مقیم مسلمان گروپوں کے لیڈر شامل ہیں جو مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف نسلوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ تنظیم امریکہ میں امت مسلمہ کی نمائندگی کرتی ہے۔

گزشتہ سال "امریکن مسلم کونسل" نے ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کانگریس کی عمارت کیپٹل ہل (Capitol Hill) میں افطار کا اہتمام کیا تھا جس میں امریکی کانگریس کے ارکان، سرکاری محکموں اور کلنٹن انتظامیہ کے علاوہ مقامی اور بیرونی مسلمان، عیسائی اور یہودی لیڈروں نے شرکت کی۔

کونسل نے خاتون اول ہلیری روڈھم کلنٹن کی طرف سے عید الفطر استقبالیے کی تقریب میں بھی رابطے کے فرائض انجام دیے۔ وہائٹ ہاؤس میں تاریخ کے اس پہلے عید الفطر استقبالیے میں ملک بھر سے تقریباً سو مسلمان کنبوں نے شرکت کی۔

"امریکن مسلم کونسل" کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر عبدالرحمان الموعودی کہتے ہیں کہ ہم اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ امریکی مسلمانوں کے خلاف جھوٹے اور شر انگیز پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ امریکہ کے سیاسی عمل میں فعال اور مثبت کردار ادا کیا جائے، اپنی سیاسی وکالت کی ذمہ داری خود سنبھال کر مسلمان، امریکی جمہوریت میں شرکت کے ذریعے اپنا ایک بنیادی فریضہ پورا کر رہے ہیں۔

حال ہی میں ایک اور غیر سیاسی، دینی اور تعلیمی ادارہ، "امریکن مسلم فاؤنڈیشن" معرض وجود میں آیا ہے۔ "امریکن مسلم فاؤنڈیشن" ملک بھر میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے تعاون سے ریاست واشنگٹن میں قائم کی گئی ہے۔ اس تنظیم کا مقصد امریکہ میں حال ہی میں آباد ہونے والے مسلمانوں کی مدد کرنا ہے، تاکہ وہ اپنا دینی تشخص برقرار رکھ سکیں۔ "امریکن مسلم فاؤنڈیشن" نسل، آبائی وطن اور مسالک سے بالاتر ہو کر بلاامتیاز تمام امریکی مسلمانوں کی بہبود کے لیے کام کرتی ہے۔

۱۹۸۱ء میں یونیورسٹی آف ڈینور کولوراڈو کے "مرکز برائے مطالعۂ یہودیت" میں اسلام اور یہودیت کے مطالعے کا انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا تھا۔ اس انجمن کے ارکان میں دنیا بھر کے بہت سے ایسے اسکالر شامل ہیں جو اسلام اور یہودیت کے مختلف پہلوؤں مثلاً مسلمان - یہودی تعلقات اور اسلامی دور میں یہودیوں کی زندگی جیسے پہلوؤں کے مطالعے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

اس مرکز کا قیام ڈینور یونیورسٹی کے شرکاء کے علاوہ ڈینور اور ملک بھر میں مسلمانوں اور

یہودیوں کی مختلف تنظیموں کے تعاون سے عمل میں آیا تھا اور وہی لوگ اس کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اس مرکز کے زیر اہتمام کانفرنسوں میں امریکیوں کے علاوہ مختلف بین الاقوامی تنظیموں اور افراد نے گہری دلچسپی لی ہے۔

مذکورہ ادارے اور گروپ امریکہ کے ان بہت سے گروپوں میں سے چند ہیں جو امریکہ میں غیر مسلمانوں سے ڈائیلاگ اور رابطے بڑھانے اور ان کے لیے معلوماتی پروگراموں کا اہتمام کرتے ہیں، تاکہ امریکی مسلمانوں کو درپیش اہم مسائل کے سلسلے میں ان پر مسلمانوں کا نقطۂ نظر واضح کیا جائے اور ان کا تعاون حاصل کیا جائے۔

ان میں کئی مسلم تنظیموں کے پاس کمپیوٹر ہوم پیج (Computer Home Page) کی سہولت موجود ہے۔ جو لوگ اسلام میں دلچسپی رکھتے ہیں یا مختلف شعائر اسلام کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں، وہ ورلڈ وائڈ ویب (World Wid Eweb) یا اسلام کے بارے میں انٹرنیٹ میلنگ لسٹ سے رابطہ قائم کر کے مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

مختلف مسلم تنظیمیں اہم عرب اور اسلامی تہواروں اور تعطیلات اور ثقافتی تقریبات کے بارے میں اخبارات، رسائل اور دینی درسی کتابیں شائع کرتی ہیں۔ خواہش مند افراد ان تنظیموں سے دینی کتابیں اور قرآن کریم کے نسخے منگوا سکتے ہیں۔

متفرّق

بائبل کے ترجمے ۲۰۶۲ زبانوں میں دستیاب ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق دُنیا بھر میں بولی جانے والی چھوٹی بڑی زبانوں کی تعداد چھ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سے ۲۰۶۲ میں بائبل کے مکمل یا جزوی ترجمے موجود ہیں۔ ۱۹۹۳ء کے آخر میں "یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز" کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق عہد نامۂ جدید ۷۹۹ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور مکمل بائبل ۳۳۷ زبانوں میں دستیاب ہے۔ ۹۲۶ زبانوں میں عہد نامۂ عتیق یا عہد نامۂ جدید کی کم از کم ایک "کتاب" کا ترجمہ ہوا ہے۔

بائبل کے تراجم کے بارے میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی (برطانیہ) اور امریکن بائبل سوسائٹی (نیویارک، ریاست ہائے متحدہ امریکہ) معلومات یکجا کرتی ہیں۔ مسیحی منادوں اور مترجموں کا جوش و جذبہ دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ۱۹۹۳ء کے بعد بھی اکا دکا مزید زبانوں میں جزوی ترجمے ہوئے ہوں گے، یا پہلے سے موجود جزوی تراجم نے مکمل بائبل کا احاطہ کر لیا ہوگا۔